رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM.

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

شرح قیمت چندہ ہر سہ ماہی بیشگی وصول ہوگی

مربیان الحکم سے عـــہ

معاونین الحکم سے عـــہ

عوام سے صـــہ

الحکم

ینصرک اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

ہفتہ وار

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہی
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

سلسلۃ الجدید | قادیان دار الامان مورخہ ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۲۲ء | نمبر (۱۹۱ و ۳) جلد (۱)

دار الامان کی خبریں

اس ہفتہ میں یہ خبر بڑی مسرت سے سنی گئی کہ اعلیحضرت امیر افغانستان نے احمدیان کابل کو مذہبی آزادی دیدی ہے اور اُن کو قید سے رہا کر دیا ہے۔ اس لیے ہم شاہ افغانستان کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔

افسوس سلسلہ کے پرانے اور مخلص مسیح موعود کے فدائی۔ ماسٹر شیخ احمد حسین صاحب ۱۳ر جنوری بروز منگل قریب ۷، ½ بجے شام کے ایک لمبی علالت کے بعد اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل۔ احباب جنازہ غائب پڑھدیں۔

نظم

دلمیں ہیں حق کو چھپاؤں تو چھپاؤں کیسے؟

(از جناب رحمت اللہ خاں صاحب واثق قادیانی)

حالِ پنہاں میں سناؤں تو سناؤں کیسے
درد ہے دل میں بتاؤں تو بتاؤں کیسے

ہجر کی آگ لگی ہے میں جلا جاتا ہوں
اس لگی کو میں بجھاؤں تو بجھاؤں کیسے

سخت حیران ہوں کیا کیا میں لکھوں وصف نبی
نعت کے شعر بناؤں تو بناؤں کیسے۔

میرے منہ سے مری باتوں سے کھلا جاتا ہے
رازِ الفت میں چھپاؤں تو چھپاؤں کیسے۔

یوں ہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
ایسے سوتوں کو جگاؤں تو جگاؤں کیسے

(انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا اور تراب منزل سے شائع ہوا)

الغرض غیر حجاب رخ جاناں نہ ہوئی
دل سے پردہ ہٹاؤں تو ہٹاؤں کیسے

جب محمد نہ گئے چرخ پہ ای وائے عجب
پھر میں عیسیٰ کو چڑھاؤں تو چڑھاؤں کیسے

میری غیرت تو یہ منظور نہیں کرسکتی
ان کی میں شان گھٹاؤں تو گھٹاؤں کیسے

مصطفیٰ محسن عالم پہ سلام و رحمت
اُن کا احسان بھلاؤں تو بھلاؤں کیسے

میں گنہگار ہوں **واثق** وہ مجھے پاک کریں
داغ عصیاں میں مٹاؤں تو مٹاؤں کیسے

وداعیت

الوداع اے عازم تبلیغ قرآں الوداع
الوداع اے رہرو تلقین ایماں الوداع

اے نقیب موسیٰ و ہارون عمراں الوداع
الوداع اے ہُدہُد خط سلیماں الوداع

اے منادی ندائے کوہ فاراں الوداع
الوداع نامہ بر مہدی دوراں الوداع

الوداع اے بلبل بستان احمد الوداع
الوداع اے طوطی گلزار سبحاں الوداع

اے گل گلہائے باغ حضرت فضل عمر
اے شمیم رحمت توحید رحمٰن الوداع

ہو مبارک اے مجاہد تجھ کو مغرب کا سفر
دین احمد کے جوان مرد میداں الوداع

ظاہرہ واقف نہیں تو گرچہ کیف راہ سے
ہر قدم پر ہے خدا تیرا نگہباں الوداع

ہے عجب نظارۂ خویش و اقارب اک طرف
اک طرف احباب ہیں خاموش و گویاں الوداع

اک طرف ہمراز بی بی باعث آرام تن
زفت غم میں ہے کہتی لے مرے جاں الوداع

یار و اغیار و مکان و ملک و رسم و راہ سے
کہتی ہے مل مل کے تیری چشم جولاں الوداع

ہے یہ رخصت نعمت حق ہاں میسر ہو جسے
ورنہ یوں تو ہر نفس کہتا ہے ہر آں الوداع

جلد اُٹھو ڈھونڈ لو یہ راہ رخصت ناظرین
قبل اس کے جو کہیں یہ ساز و ساماں الوداع

شمع ساں جل کر کرو روشن شب دیجور کو
تا کہے صبح اجل اکدم نہ بجاں الوداع

تم شنیدہ کو نہ مانو دیدہ تو دیکھو بغور
ہے صدا ہر سمت سے اے عقل حیراں الوداع

ہر کہہ و مہ آج ہر سو بندۂ اسباب ہے
ہستی قادر کو کہہ اُٹھے ہیں ناداں الوداع

شان غیوری میں اُس کی حرکت آخرش
تا کہے ہر بانی شر سے کہ شیطاں الوداع

حضرت احمد نبی موعود حضرت مصطفیٰ
کہہ چکا باطل سے جن کا زور برہاں الوداع

ہیں جو اُن کے جانشین کا رکن انکا ہے فرض
وہ بھی ہر کفر و ضلالت سے کہیں ہاں الوداع

اے خدائے کارساز بے سبب ہو پاک ذات
کہہ نہ دے ہم کو کبھی تسلیم فرقاں الوداع

ہو رفیق راہ تو اے ہادی الیاس و خضر
تیری راہ میں لب پہ ہو ای جیب و اماں الوداع

ہاں کہے دست جنوں دین احمد مصطفیٰ
تار ہائے پیرہن چاک گریباں الوداع

قادیانی ہے مریض نفس دے اس کو شفا
جو کہے یہ بھی دوا و دست درماں الوداع

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۲ء

غیر احمدیوں کے اعتراضات
اور
ان کا جواب
نمبر ۲

اعتراض:- پھر غیر احمدی علماء کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے پہلے نبیوں کی ہتک کی ہے اور ان کو گالیاں دی ہیں اور احادیث صحیحہ کے خلاف کیا ہے جیسا کہ مصنف آئینہ کمالات مرزا صلا پر تحریر کرتے ہیں۔

"یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: باوجود سرور انبیاء ہونے کے ارشاد فرماتے ہیں کہ یونس علیہ السلام پر بھی مجھکو فضیلت نہ دو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں مگر خاص کسی نبی کا نام لے کر ان پر فضیلت بیان کرنا ایک قسم کی ان کی اہانت ہوتی ہے۔ اس لیے آپنے ممانعت فرمائی .... مگر میرزا غلام احمد کو چونکہ درحقیقت خدا و رسول سے واسطہ نہیں ہے۔ اس لیے جب ان کی شان تکبر نے جوش کیا تو اس ارشاد نبوی کے صریح خلاف کہہ دیا۔ ع

عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

اما الجواب اس مصرع میں کوئی ہتک آمیز کلمات نہیں بلکہ مسیح موعود فرماتے ہیں

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

کہ میں تو ان بشارات کے مطابق جو قرآن و حدیث میں مسیح کے آنے کے لیے مقرر تھیں آچکا ہوں لیکن وہ تمہارا عیسیٰ جس کو کہ تم آسمان پر زندہ مانتے ہو کہاں ہے کہ وہ میرے منبر پر آکر پاؤں رکھے۔ یعنی وہ تو فوت شدہ ہے۔ پس یہ کہنا کہ تکبر میں آکر کہدیا اور حدیث صحیح کے خلاف کیا محض غلط ہے نیز یہ بات کہ اگر اپنے آپ کو کسی نبی کا نام لے کر فضیلت دینا مفضول علیہ کی ہتک ہے تو دوسرے انبیاء کی ایسی ہتک خود نبی کریم سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضور نے انبیاء کا نام لے کر اپنے آپ کو ان پر افضل قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۶

"عبداللہ بن ثابت کہتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے ایک اپنے بھائی یہودی قرظی کو حکم دیا تھا کہ وہ میرے لیے کچھ جوامع توریت سے لکھدے سو وہ لکھ لایا ہے۔ میں اس کو آپ پر عرض کروں۔ حضرت کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ ابن ثابت نے کہا کہ ای عمرؓ تم حضرت کا روئے مبارک نہیں دیکھتے عمر نے کہا اجئیت باللہ ربا و بالاسلام دنیا و بمحمد رسولا تب حضرت کو غصہ آیا اور فرمایا والذی نفسی بیدہ لو اصبح فیکم موسیٰ ثم اتبعتموہ و ترکمونی فضللتم انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبین رواہ احمد یعنی قسم ہے خدا کی اگر تم میں موسیٰ آویں اور تم ان کی پیروی کرو مجھے چھوڑ کر بیشک گمراہ ہو جاؤ۔ تم میرا حصہ ہو امتوں میں میں تمہارا حصہ ہوں۔ پیغمبروں میں حدیث جابر میں مرفوعاً آیا ہے مت پوچھو اہل کتاب سے کچھ وہ تم کو کیا خاک ہدایت کرینگے جبکہ خود گمراہ ہوگئے ہیں تم یا تو باطل کی تصدیق کرو گے یا سچ کو جھٹلاؤ گے۔ واللہ حال یہ ہے کہ اگر موسیٰ درمیان تمہارے زندہ ہوتے تو ان کو سوائے اس کے کہ میری پیروی کریں کچھ روا نہ ہوتا بعض احادیث میں یوں آیا ہے "لو کان موسیٰ و عیسےٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی"

اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا اور کچھ روا نہیں۔ تو بتاؤ اس حدیث میں ان دونوں کو آپ نے اپنا تابع قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو متبوع تو کیا نبی کریم نے آپکے قول کے رو سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی ہتک نہیں کی اور جو آپنے حدیث پیش کی ہے کیا آپکے نزدیک اسکے خلاف نہیں کیا پس جبکہ نبی کریم نے اپنے آپ کو دوسروں کا نام لے کر فضیلت دی تو پھر آپ کس منہ سے حضرت مسیح موعود پر اعتراض کرتے ہیں۔ پس جسطرح کہ نبی کریم نے فرمایا کہ موسیٰ و عیسیٰ کی یہ طاقت نہیں کہ وہ میری جگہ اور میرے مقام پر کھڑے ہوں اور میری اتباع کے سوا انھیں اور کچھ چارہ نہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت میں خلافت پر متمکن ہیں کہدیا کہ حضرت عیسیٰ کہاں ہے کہ وہ میرے منبر پر پاؤں رکھے۔ پھر کسی کو کسی پر فضیلت دینے سے دوسرے کی ہتک ہوتی ہے تو سب سے پہلے قرآن مجید اس ہتک کا مرتکب ہوا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ و رفع بعضہم درجٰت کہ ہمنے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوا اور بعض کے درجات کو بلند کیا۔

پھر نبی کریم اپنی فضیلت تمام انبیاء پر اسطرح فرماتے ہیں کہ وہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دیگئی ہیں جو پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں پھر فرماتے ہیں الانبیاء تحت لوائی یوم القیامۃ کہ تمام انبیاء قیامت کے دن میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ پھر ملاحظہ ہو کتاب الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۱ دقال فی الباب العاشرین الفتوحات فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد ادم ولا فخر انما کان صلے اللہ علیہ وسلم سید ولد آدم لان جمیع الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نواب لہ صلی اللہ علیہ وسلم من لدن آدم الی اخر الرسل و ھو عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ابان عن ذالک حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین ما وسعہما الا اتباعی "

ترجمہ:۔ فتوحات مکیہ کے دسویں باب میں نبی کریم کے اس قول کے بارے میں کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں لیکن کوئی فخر نہیں لکھا ہے کہ نبی کریم بنی آدم کے سردار ہیں کیونکہ تمام انبیاء علیہ السلام آپکے لیے بطور نواب کے ہیں جیسا کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین ما وسعہما الا اتباعی سے ظاہر ہے۔ پس جبکہ نبی کریم اپنے آپکو تمام انبیاء سے افضل قرار دے رہے ہیں تو کیا آپنے سب انبیاء کی ہتک کی ہے؟

لیجئے اب ہم آپکے حدیث لا تفضلونی علٰی یونس کا مطلب بتاتے ہیں ملاحظہ ہو الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۵

(فان قلت) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفضلونی علی یونس الحدیث یحمل ھو منسوخ او قالہ تواضعًا (فالجواب) ھو لو قالہ تواضعًا منہ صلی اللہ علیہ وسلم و الا فھو یعلم انہ افضل خلق اللہ تعالیٰ۔

یعنی اگر کوئی کہے کہ نبی کریم کا فرمانا کہ تم مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو کیا یہ حدیث منسوخ ہے یا آپنے تواضع کی وجہ سے کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپنے تواضعًا کہا ہے ورنہ آپ جانتے ہیں کہ آپ سب مخلوقات سے افضل ہیں۔ پھر لکھا ہے و معنی الحدیث لا تفضلونی من ذوات نفوسکم لجہلکم بالامر لیس معناہ لا تفضلونی مطلقا فانہ من فضلہ بتفضیل اللہ عز وجل لہ فقد اصاب کے معنی حدیث کے یہ ہیں کہ تم مجھے اپنی طرف سے کسی پر فضیلت نہ دو۔ کیونکہ تم اس امر سے ناواقف ہو اور اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تم مجھے مطلقًا فضیلت نہ دو۔ کیونکہ جو آپ کو خدا تعالے نے فضیلت دی ہے اس کے ساتھ اگر کوئی آپ کو افضل قرار دے تو وہ درست ہے۔

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ نام لے کر بھی ایک دوسرے پر

فضیلت دینے سے دوسرے کی ہتک نہیں ہوتی اور جو آپنے فرمایا ہے کہ یونس پر مجھے فضیلت نہ دو۔ تو وہ صرف خاکساری کے طور پر ہے۔

اسی طرح مسیح موعود بھی خاکساری کے طور پر اپنے لیے فرماتے ہیں۔ سہ

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینکی جاتی غبار

کیا مشرک کے ہاتھ سے کھانا پینا جائز ہے

یاایہا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا ۔ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء ان اللہ علیم حکیم

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہیں سوائے اس کے مشرکین پلید ہیں۔ پس نہ قریب آئیں وہ مسجد حرام کے اس سال کے بعد اور اگر ڈرو تم غریبی سے پس عنقریب اللہ تعالےٰ تم کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر اُس نے چاہا بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس آیت سے شیعہ لوگ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ مشرکین نجس ہیں اس واسطے اُن کے ہاتھ کی مٹھائی نہیں کھانی چاہیے اور مشرکین کے ہاتھ کا پانی بھی نہیں پینا چاہیے حتی کہ وہ اگر مشرکین سے چھو بھی جائیں تو غسل کرتے ہیں اور اگر ہاتھ اُن کے ساتھ لگ جائے تو اُس کو بھی دھوتے ہیں۔ لیکن اُن کا یہ استدلال غلط ہے اور اس بات کو غلط کرنے کے لیے ہمیں کوئی بہت دور نہیں جانا پڑتا۔ بلکہ خود یہی آیت اس استدلال کو مٹی میں ملاتی ہے۔ چنانچہ اس آیت میں آیا ہے کہ وہ پلید ہیں اس واسطے اُن کو چاہیے کہ وہ مسجد حرام کے پاس نہ آئیں۔ لیکن اگر وہ بقول شیعوں کے نجس ہوتے تو اللہ تعالےٰ اُن کو تمام مسجدوں سے منع کرتا نہ کہ صرف مسجد حرام سے۔ اور دوسرے یہ آیا ہے کہ اس سال کے بعد نہ آئیں مگر سال سے پہلے آ سکتے ہیں لیکن اگر بقول شیعوں کے ظاہری نجس ہوتے تو اس کے کیا معنی تھے کہ سال کے بعد نہ آئیں اور پہلے پہلے آ سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر زید کے ساتھ پلیدی لگی ہوئی ہو تو ہم اُس کو اس طرح تو نہیں کہتے کہ آج تو مسجد میں آجا۔ لیکن کل نہ آنا یہ کیسی بیہودہ بات ہے کیونکہ پلیدی اُس کے ساتھ آج بھی ہے اور کل بھی تو جبکہ ہم ضعیف ہو کر بھی یہ بات نہیں کہتے تو خدا جو کہ حکیم ہے وہ ایسی بات کس طرح کہتا ہے۔ پس اس آیت کے یہ معنی جو کہ شیعوں نے سمجھے ہیں بالکل غلط ہیں بلکہ صحیح معنی اس کے یہ ہیں کہ نجاست سے مراد روحانیت کی نجاست ہے۔ اور مسجد حرام سے اُن کو اس واسطے منع کیا تھا کہ وہ وہاں آ کر بت پرستی کرتے تھے۔ اس واسطے اللہ نے ان کو منع کر دیا۔ لیکن ہر ایک مسجد میں وہ آ سکتے ہیں کیونکہ اور کسی مسجد میں بت پرستی کا خطرہ نہیں ہے۔ بس شیعوں کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اس سے مراد ظاہری نجاست نہیں ہے بلکہ نجاست سے مراد روحانی نجاست ہے۔ مراد کیا بلکہ صاف ظاہر ہے کہ نجاست روحانی ہے۔ اس کے بعد شیعوں پر ایک یہی کھلی اور واضح دلیل ہے کہ ہمارے مصطفےٰ۔ مقتدی۔ پیشوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ مشرکین کے گھر کھایا ہے اور پانی پیا ہے اور دعوت قبول کی ہے یہ بات حدیث اور تاریخ دونوں سے ثابت ہے، چنانچہ نبی کریم ایکدفعہ ایک جگہ جس کا نام طائف تھا وہاں تبلیغ کے لیے گئے تھے اور اُدھر سے واپس آتے ہوئے آپ ایک

15

مشرک کے گھر کئی دن تک کھاتے اور پیتے رہے۔ وہ شخص جس پر قرآن نازل ہوا وہ زیادہ جانتا تھا یا شیعی لوگ +

خاکسار عبد الغنی

شری سوامی دیانند کی تاریخ دانی

(جناب مفضل حسین صاحب مہاجر قادیان)

حضرت غازی الاسلام محمود غزنوی کا سومنات پر حملہ اور اس کی تباہی وغیرہ کا اوٹ پٹانگ حال لکھتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں کہ

" اٹھارہ کروڑ کا مال اس (سومناتھ) مندر سے اس (غازی اسلام) نے پایا۔ پھر بہت سی گاڑی اونٹ اور مزدور اس کے پاس تھے۔ اور بھی وہاں سے پکڑ لیے انکے اوپر سب مال کو لادکر اپنے ملک کی طرف چلا سو تھوڑے تھوڑے پنڈت۔ مہنت اور پوجاری۔ کشتری۔ ویش۔ براہمن اور شودر و عورت بچے دس ہزار تک پکڑ کے ہمراہ لے لیے تھے اُن کا زنار توڑ ڈالا۔ منہ میں تھوک دیا (قطعی غلط) اور تھوڑے تھوڑے سوکھے چنے ہمیشہ کھانے کو دیتا تھا (بالکل لغو) اور پاخانہ صاف کرائے۔ چکی پسوائی گھاس چھلوائی اور گھوڑوں کی لید اُٹھوائی اور مسلمانوں کے جوٹھے برتن صاف کروائے اور بھی سب طرح کے رذیل کام اُن سے کرواتا کراتا جب مکہ کے پاس پہنچا تب دوسرے مسلمانوں نے کہا کہ ان کافروں کو یہاں رکھنا مناسب نہیں۔ پھر اُن کو بُری حالت سے مار ڈالا۔ کیونکہ انکے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کو لوٹ لے اُن کی عورت چھین لے جھوٹ فریب سے اُن کا سب مال لے لے اور اُن کو مار ڈالے تو کچھ بھی گناہ نہیں بلکہ ایسا کرنے سے مسلمانوں کو بہشت ملتا ہے الخ" اصلی ستیارتھ پرکاش ہندی مطبوعہ ۱۸۷۵ء

اس بیان کے آگے اور بھی کئی ایک تمام اور مزید خرافات مرقوم ہیں۔ جن کا نقل کرنا بھی مسلمانوں کا دل دکھاتا ہے۔ اسلیے اگلے بیان کو اس وقت ترک کرتے ہوئے مندرجہ فرمان کے متعلق ہی آریہ سماج کے معزز و ذی علم اصحاب سے دریافت کرتے ہیں کہ تاریخ کی رو سے سوامی جی کا یہ بیان درست و راست ہے اور کیا آپ کسی معتبر اور مستند تاریخ سے ثابت کر سکتے ہیں کہ بقول سوامی جی حضرت غازی الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے اسیروں اور دیگر مال غنیمت کو لے کر سومناتھ سے مکہ معظمہ پہنچا اور وہاں دوسرے مسلمانوں کے مشورے کے ماتحت اُن کو قتل کر ڈالا۔

اور اسکے علاوہ کیا قرآن حمید و فرقان حمید سے بھی کوئی آیت اس قسم کی دکھا سکتے ہیں جس میں مسلمانوں کو کافروں کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہو کہ اے مسلمانوں تم کافروں کی عورتیں بچے مال و اسباب جس طرح بھی مکر و فریب ہو سکے پکڑ لو اور اُنکو مار ڈالو جس کے بدلہ میں تم کو بہشت نصیب ہوگا۔

ہم بڑے وثوق اور تحدی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ سوامی دیانند کو تاریخ دان اور تمام علوم کا ماہر سمجھنے والے آریہ ہرگز ہرگز بھی ان مطالبات سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے سادھوؤں کی صحبت میں بیٹھ کر جس قسم کی کہانیاں سنیں اُسی طرح اپنی کتب میں دھر گھسیٹیں خود اردو پڑھنے سے محروم تھے تو کسی تاریخ داں سے ہی تحقیق کر کے تاریخی واقعات اپنی تصنیفات میں لکھتے تو اس خفت و ندامت سے اپنے پیروؤں کو تو بچا لیتے جو آج اُنھیں نصیب ہو رہی ہیں +

اہل حدیث اپنے قول سے پھر جاتا ہے

(ماخوذ از اخبار الفضل ۱۹ جنوری)

معزز ناظرین "الفضل" کو معلوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث نے ۱۲ جنوری کے اہل حدیث میں ہمیں چیلنج دیا جس کا جواب ۱۹ جنوری کے الفضل میں چھاپ دیا گیا۔ جس کے آخر میں ہم نے یہ خدشہ ظاہر کر دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حسب معمول کوئی نئی بات پیدا کر کے یہ پیالہ جو خود اپنے لیے تجویز کیا ہے ٹالنا چاہینگے سو آخر وہی ہوا۔ جو ہم کہتے تھے یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی بات پر قائم نہ رہے۔ جب دیکھا کہ صیاد سر پر ہے اور اس کی ایک ہی ضرب کام کر دیگی تو دوسرے سوراخ سے سر جا نکالا۔

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں۔

میں ہر ایک دیندار۔ انصاف پسند۔ خدا ترس انسان کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وہ مندرجہ ذیل تفصیلی کیفیت کو غور سے پڑھے۔

ثنائی چیلنج کی تمہید

مولوی صاحب نے مضمون کا عنوان رکھا ہے "جھوٹوں کا ہرگز اعتبار نہ کرو"! اور پھر لکھا ہے:۔

"اسلام میں جھوٹ کے تین درجے ہیں۔ مخلوق پر جھوٹ رسول پر جھوٹ۔ اور اللہ پر جھوٹ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اس کے معنی ہیں جھوٹی حدیث بنا کر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے الخ محدثین کا عام قانون ہے کہ جو شخص ایک حدیث بھی جھوٹی بنائے اس کی کوئی حدیث صحیح نہیں ××× اس مقبولہ قاعدہ کے مطابق ہم دیکھتے اور دکھاتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کا کیا حال ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ صحاح ستہ کے مصنفوں سے کوئی زندہ ہوتا یا امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین یا محک رجال امام دارقطنی زندہ ہوتے تو میرزا صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کو واضعین حدیث میں لکھ کر ان کی کل روایات کو موضوع (جھوٹی حدیثیں) بتاتے۔ ہم اس دعوے کو بے دلیل چھوڑنا نہیں چاہتے ورنہ ہم میں اور ان میں بحیثیت علم کے فرق کیا ہوگا"۔ (اہل حدیث صفحہ اول ۱۲ جنوری)

اس تمہید کو پڑھ کر پڑھنے والے پر کیا اثر ہوتا ہے اہی جو اس کے الفاظ کا منشاء ہے یعنی یہی کہ (سیدنا) مرزا صاحب (مسیح موعود) من کذب علی متعمدا کے مصداق ہیں انہوں نے جان بوجھ کر ایک حدیث خود وضع کی۔ اس کے متعلق کوئی غلط فہمی کی بات نہیں ہوئی نہ بھول چوک۔ اسلیے وہ (مرزا صاحب) اور ان کے اتباع واضعین حدیث میں سے ہیں اور یہ دعویٰ بے دلیل نہیں بلکہ اس کی مثال موجود ہے جو بڑے دھڑلے سے پیش کی جاتی ہے۔

بیان ثنائی۔ وہ یہ کہ "مرزا صاحب خود بدولت اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۴۰ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے

یخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذیاب۔

یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال کا نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دینگے

حالانکہ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔ یخرج فی اخر الزمان

رجال یختلون الدنیا بالدین (مشکوٰۃ باب الریا) یعنی بجائے دجال کے رجال ہے اور رجال جمع رجل کی جس کے معنی بہت سے لوگ۔

چونکہ یہ حدیث دراصل مرزا صاحب جیسے دنیاداروں کے حق میں تھی اس لیے مرزا صاحب نے اس کو بگاڑ کر پادریوں کے حق میں لگا کر ان کو دجال بنا دیا۔ مگر ان کے ایسا کرنے پر ہمیں ایک شعر یاد آیا۔ (اہلحدیث ۶ جنوری صفحہ ۲)

ناظرین کیا سمجھے؟ یہی کہ پہلے ثناء اللہ نے تمہید میں (سیدنا و مولانا مسیح موعود حضرت) مرزا صاحب کو من کذب علی متعمداً کا مصداق بنایا۔ اور آپ کی ذات بابرکات کو جھوٹی حدیثیں بنانے والا قرار دیا۔ اور پھر اس کی مثال یہ پیش کی کہ تحفہ گولڑویہ میں ایک روایت لکھی ہے جس میں حدیث کا لفظ تو رجال تھا مگر (سیدنا) مرزا صاحب نے اس کو بگاڑ کر دجال بنا دیا حالانکہ وہ اسکے خود مصداق تھے۔ اب اس مزعومہ و نام نہاد تحریف لفظی کو جو متعمداً کذب علی الرسول ہے سامنے رکھ کر جناب الوفا ہمیں ان الفاظ میں چیلنج دیتے ہیں۔

ثنائی چیلنج کے الفاظ

"قادیان اور لاہور کی پارٹیوں سے تعلق رکھنے والو! بلکہ ان کے سوا بھی کسی اور پارٹی کے ممبرو! اگر تم مرزا صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۲ کسی کتاب سے دکھا دو تو لدھیانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا لو۔"

اس چیلنج سے ہمارے ذمہ میں کیا فرض عائد ہوتا ہے

صرف یہ کہ ہم روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۲ کسی کتاب سے دکھا دیں اور تین سو روپیہ لیں۔ یہاں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں صرف اتنی بات ہے کہ ہم یخرج فی اخر الزمان دجال (د کے ساتھ) کو کسی کتاب سے دکھا دیں جس سے یہ واضح ہو جائیگا کہ سیدنا مسیح موعود حضرت میرزا صاحب نے رجال کو بگاڑ کر دجال نہیں بنا دیا بلکہ حدیث کی کتاب میں لکھا ہوا ہی یوں تھا۔

اور بس۔ چنانچہ ہم نے الفضل ۹ جنوری میں لکھ دیا:-

"ہم بڑی خوشی کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ وہ تین سو روپے جمع کرا دیں اور ایک معقول مجلس میں جس میں فریقین کے آدمی مساوی ہوں گے۔ پہلے آپکے چیلنج کے الفاظ پڑھے جائیںگے پھر ہم خدا کے فضل سے نہ صرف کسی کتاب سے بلکہ مشہور کتاب حدیث سے ہی یہ الفاظ دکھا دینگے یخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین"

ہمارا جواب صاف ہے اور ہماری پوزیشن ظاہر۔ ایک شخص ہمارے امام ہمام پر الزام دیتا ہے۔ متعمداً نسبت کذب علی الرسول کا اور یہ کہ الفاظ حدیث کو خود بگاڑ کر کچھ اور لکھ دیا۔ ہم نے کہا کہ الزام دینے والا جھوٹ کہتا ہے ہم یہ روایت "جو تحفہ گولڑویہ میں ہے" "مشہور کتاب حدیث سے دکھا دینگے۔ چیلنج میں تو کہا گیا ہے کسی کتاب سے" مگر ہم نے خود اپنے پر پابندی عائد کر لی کہ نہ صرف کسی کتاب سے بلکہ کتاب حدیث سے اور کتاب حدیث بھی "مشہور کتاب حدیث سے" اب اس کے جواب میں مراسلہ ثنائی ملاحظہ ہو۔

مراسلہ ثنائی

"دفتر اہلحدیث امرتسر ۱۲ جنوری ۲۲ء"

چیلنج کا تین سو جمع کرا دیا

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

الفضل مورخہ ۹ جنوری میں میرے چیلنج کی منظوری از جانب قاضی محمد اکمل صاحب موصول ہوئی ہے جس میں موصوف نے تقاضا کیا ہے کہ میں مبلغ تین سو انعامی رقم جمع کرا دوں

تو وہ حدیث مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۲ دکھا دینگے جسکے الفاظ یہ ہیں ارمخرج دجال مختلون۔

اس لیے میں آپکے ذریعے سے آپکے ناظرین کو عموماً اور خود قاضی صاحب کو خصوصاً اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حسب تحریر ان کے مبلغ تین سو بدکان حاجی نور احمد صاحب سوداگر چرم امرتسر جمع کرا دیا جس کی اصل رسید بھی ارسال ہے۔

یہ تو احمدی علماء کو بھی معلوم ہوگا کہ اہل علم کے نزدیک قاعدہ مسلم اور مروج ہے کہ جس کتاب مخرج کے الفاظ میں شک ہو اس کی تصحیح سند سے کیجاتی ہے۔ چنانچہ اسی اصول کیمطابق الفضل مورخہ ۱۲ جنوری میں ایک مضمون منشی خادم حسین صاحب کا حدیث الاسماء والصفات کے متعلق نکل چکا ہے۔

پس ہم دونوں فریق اس مقبولہ اصول کے پابند رہیں گے۔ ہاں اس امر کے اظہار یا شرط کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بعد عدم ثبوت یہ بات خود بخود ثابت ہو جائے گی۔ کہ مرزا صاحب قادیانی روایت حدیث میں معتبر یا محتاط نہ تھے۔

مجلس فرقہ اہلحدیث میں ہوگی جس میں میری طرف سے میرے علاوہ چار اہل علم ہونگے۔ اُتنے ہی حسب وعدہ آپ لوگ۔ دن کسی اتوار کا ہوگا اور وقت نو بجے صبح۔ جب آپ آنا چاہیں مجھے ایک روز پہلے اطلاع کر دیں۔

میں ہوں احمدیوں کا بہی خواہ ابوالوفا ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر "

کید ثنائی نمبر اول ناظرین نے مولوی ابوالوفا کا جواب پڑھ لیا؟ کیا ثناء اللہ اپنے قول پر قائم رہا۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ سیدنا مسیح موعود حضرت مرزا صاحب من کذب علی متعمداً کی زد میں ہیں اور ائمہ حدیث کا فتویٰ ان پر یہ ہے کہ وہ واضع حدیث ہیں۔ اس بناء پر کہ انھوں نے خود لفظ کو بگاڑا اور رجال کو دجال بنا کر لکھ دیا۔ اور اب یہ لکھا ہے کہ مخرج نہیں بلکہ سند دیکھی جائے گی اور سند سے ثبوت نہ دے سکنے کی صورت میں ثابت ہوگا کہ مرزا صاحب روایت حدیث میں معتبر یا محتاط نہ تھے نہ کہ واضع حدیث۔

خیر ہم مراسلہ میں جو نئی بات پیدا کی گئی ہے۔ اسکے متعلق زیادہ نہیں لکھتے تا کہ آپ کو فرار کا موقعہ نہ ملے۔ جہاں فیصلہ روپے کے متعلق ہوگا وہاں یہ بھی دیکھ لیا جائے گا کہ آیا آپکا اصل چیلنج کیا ہے۔ اور یہ ایزادی بعد از وقت ہے۔

کید ثنائی نمبر ۲ آپ کی نیت نہ صرف چیلنج کے الفاظ کو چھوڑ دینے سے ظاہر ہے بلکہ اس رسید سے بھی اظہر من الشمس ہے۔ جو آپنے اس مراسلہ کے ساتھ بھجوائی ہے رسید کے الفاظ یہ ہیں:-

باعث تحریر آنکہ

مبلغ تین سو روپیہ بنصف جس کے مبلغ ایک سو پچاس روپیہ ہوتے ہیں مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے برائے فیصلہ مرزائیان ہمارے پاس امانت جمع کروا دیا ہے لہذا یہ رسید لکھدی کہ سند رہے۔ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۲ء حاجی نور احمد میونسپل کمشنر مالک دکان موسومہ حاجی غلام حسین نور احمد سوداگران امرتسر۔ نور احمد بقلم خود "

اس رسید کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جسے روپے کا امین بنایا گیا ہے۔ وہ سلسلہ احمدیہ سے ایسا شدید بغض رکھتا ہے کہ احمدیوں کا نام بھی صحیح نہیں لیتا۔ مرزائی کہتا ہے۔ حالانکہ مرزائی کوئی مذہب نہیں۔ دوم الفاظ مبہم ہیں یعنی لکھا ہے کہ برائے فیصلہ مرزائیان کونسا فیصلہ؟ یہاں تو اس چیلنج کے الفاظ جو اہل حدیث میں درج ہیں نقل کرنے چاہئیں۔ اور اہل حدیث کا حوالہ تاریخ و نمبر کے ساتھ دینا چاہیے سوم روپے کا امین کو حق دینا چاہیے کہ جب روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۲ کسی کتاب حدیث سے دکھا دی جاوے تو وہ روپیہ اس فریق حق کے حوالے کرے۔ چہارم امین مسلمہ فریقین چاہیے۔ جو یہ بھی دیکھ لے کہ اصل چیلنج کیا ہے اور ہم نے آپکا مطالبہ پورا کر دیا یا نہیں ہمارے نزدیک بہتر ہوگا کہ امین شیخ عبد القادر صاحب بالقابہ بیرسٹر خانصاحب شیخ عبد العزیز صاحب۔ پنڈت شو نرائن صاحب وکیل ہائی کورٹ میں سے کوئی صاحب ہوں۔ آپ روپیہ

عزیز یوسف علی کی شادی

دنیا آنی جانی ہے ۔ آنے والے آتے ہیں اور جانیوالے جاتے ہیں ۔ خوشی اپنے وقت پر آنے سے نہیں رکتی ۔ اور غم اپنے وقت پر ۔ ناصر شہید ہو گیا ۔ یوسف کی شادی ہو گئی ۔ دونوں ایک ہی مہینہ کے اندر ہو گئے ۔ ناصر کی جدائی نے ہم کو غمگین کر دیا مگر اس کی شہادت کے مرتبہ نے تسلی اور تسکین کر دی ۔ مگر اس کی موت کی یاد قلب مضطر کے اس سکون کو توڑ دیتی ہے عین اس کی بندہ نوازی نے عزیز یوسف علی کی شادی سے ہمارے دلوں کو خوشی سے بھر دیا ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

عزیز کی شادی ہمارے ماموں شیخ غلام حیدر صاحب کی دختر بلند اختر سے ہوئی ۔

رخصتانہ کی تاریخ ۱۷ مقرر ہوئی ہمنے قادیان سے ریل کے راستے جانے کی بجائے ٹم ٹم پر سفر کرنے کی نیت سے اڑمڑ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور کی طرف سے سفر کرنا مناسب سمجھا ۔ تاکہ اڑمڑ سے عموی المکرم شیخ سندھی شاہ صاحب کو بھی ساتھ لے سکیں ۔ جو بوجہ اپنی ملازمت کے وہاں مقیم ہیں ہم ۱۶ جنوری کو ۱۲ بجے قادیان سے چلکر دریائے بیاس سے کو عبور کر کے شام کے ۴ بجے اڑمڑ پہنچ گئے ۔ عموی المکرم سڑک پر موجود تھے ۔ ملکر خوشی ہوئی ۔ رات وہاں رہکر ، اگلی صبح کو قافلہ اڑمڑ سے چل پڑا ۔

سیکنڈ کلاس کے پانچ ٹکٹ لے کر بیٹھ گئے کمرہ بالکل خالی نکلا اس میں کوئی اور مسافر نہ تھا قلی نے دو ٹرنک دروازے کے سامنے رکھدیئے ۔ ہمنے یہ خیال کر کے کہ برانچ لائن پر مسافر سیکنڈ کلاس کے کم ہوتے ہیں ۔ ٹرنکوں کو وہیں رہنے دیا ۔ ہنستے اور باتیں کرتے ہوئے دھوگڑی کے اسٹیشن کے قریب آگئے میں نے وہاں پر خان صاحب فخر الدین احمد خان کی مروج کا ذکر کرنا شروع کیا اور اس وجہ سے دھوگڑی کی شہرت کا ذکر آیا ۔ اتنے میں دھوگڑی کا اسٹیشن آگیا ۔ دھوگڑی کا اسٹیشن اور انسانیت کا نقشہ اور

ناگوار واقعہ

خدا کی قدرت دھوگڑی کا اسٹیشن نہایت نشیب اور نیچی جگہ میں واقع ہوا ہے ۔ ریل بہت بلند تھی ۔ ایک جنٹلمین نے جو بعد میں معلوم ہوا کہ خان صاحب تھے جوانی کے زور کے ساتھ دروازہ کھول کر اس کو اندر کو دھکیلا اگر ہماے دو ٹرنکوں نے خان صاحب کے زبردست جھٹکے کو ناکام کر دیا ۔ انھوں نے دوسرا جھٹکا دیا ۔ جھٹکا دینے والا نظر سے اوجھل تھا کیونکہ وہ ریل کے نچلے پائدان پر کھڑے ہو کر زور آزمائی کر رہا تھا ۔

عزیز ابراہیم علی (میرے چھوٹے بھائی نے جو کہ چار سال تک جنگلے کے محکمے میں رہ چکے ہیں یہ سمجھ کر کہ قلی اسطرح دھکے دے رہا ہے کیونکہ ایک سمجھدار اور فیشن ایبل جنٹلمین کی شان سے بعید ہے کہ وہ اسطرح کرے) نے کہا کہ انسانیت سے دروازہ کھولو ۔ یہ کہکر عزیز اٹھا کہ ٹرنک راستے سے ہٹا دے ۔

مگر خان صاحب جلدی سے کمرہ کھول کر اندر آکر بڑے زور سے بولے کہ میں تم کو بتاتا ہوں کہ انسانیت کس کو کہتے ہیں ۔ یہ کہہ کر عزیز کو گلے سے پکڑ لیا ۔ میں نے اپنی عمر میں پہلی دفعہ دنیا کی ڈکشنری میں دھوگڑی کے اسٹیشن پر انسانیت کے یہ معنی دیکھے ۔

میں اور چچا کھڑے ہو گئے کہ اس جھگڑے کو ختم کر دیں

مگر ایک نوجوان جو پہلے سے زیادہ جوشیلا اور جسکو معلوم ہی نہ تھا کہ اندر کیا ہوا اور وہ پہلے مہذب انسان کی نسبت زیادہ مہذب تھا اور اس کی نسبت انسانیت کے معنی زیادہ جانتا تھا ۔ اس نے اسکو ہٹا کر عزیز کا

گلا پکڑ لیا۔ ہم غیر مہذبوں نے کہا کہ جانے دیجیے معاف کیجیے۔ عزیز بڑے آرام سے بیٹھا رہا۔ کہ میں دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ میں نے پلیٹ فارم پر دیکھا کہ بہت سے شرفا کھڑے تھے۔ ایک نے کہا کہ گارڈ کو بلاؤ۔

اتنے میں دیکھا کہ ایک صاحب تپلے دبلے نہایت ہی اچھے اخلاق سے بھرے ہوئے آئے اور ان کو روکا کہ ہٹ جاؤ۔ بعد میں گلے سے پکڑنے والے صاحب اور دوسرے دوستین اور اصحاب بیٹھ گئے۔ پھر گفتگو شروع ہوگئی۔ میں نے کہا کہ میں خانصاحب فخر الدین احمد خاں صاحب کا ہی ذکر کر رہا تھا کہ یہ واقعہ ہوا۔ یہ سنکر ...... نحیف الجثہ صاحب نے سر نیچا کر لیا۔ اور انسانیت کے معنی تبلانے والے جنٹلمین نے کہا کہ یہی فخر الدین احمد خاں ہیں۔ اس سے فخر الدین احمد خاں کو ...... بہت شرمندگی ہوئی۔ اُنھوں نے اس واقعہ کو بہت برا منایا۔

میں نے کہا کہ آپ ہی ہیں فخر الدین احمد خاں صاحب؟ خانصاحب نے نہایت ندامت کے ساتھ کہا کہ "جی ہاں میں ہوں "

تھوڑی دیر کے بعد خان صاحب نے اس مہذب خان کو انگریزی میں کہا کہ تم نے بہت برا کیا بعد میں جب اس نے حالات معلوم کیے تو اس نے عزیز کو کہا کہ تم میرے سر میں چار جوتے مار لو

عزیز نے کہا کہ مجھ کو کیا ضرورت ہے۔

میں نے کہا کہ آپ لوگ پٹھان ہیں اس لیے جلد جوش آجاتا ہے۔

مسٹر لطیف خاں جن کا نام اتفاقاً ایک صاحب کی زبان سے نکل گیا جھٹ خانصاحب ہونے سے منکر ہوگئے اور کہا کہ میں خاں صاحب نہیں۔ یہ نتیجہ ہے جلد بازی کا اور بغیر سوچے سمجھے کام کرنے کا۔

اگر وہ جلد بازی نہ کرتے تو نہ خانصاحب فخر الدین احمد خاں کو یوں شرمندہ ہونا پڑتا اور نہ ان کو کہنا پڑتا کہ میرے سر میں چار جوتے مار لو اور نہ یہ جھوٹ بولنا پڑتا کہ میں پٹھان نہیں ہوں۔ اس واقعہ سے جہاں میرا منشا ہے کہ میں عزیز کی شادی کے مختصر حالات سناؤں وہاں پر میرا یہ منشا بھی ہے کہ میں پبلک کو جلد بازی نہ کرنے کا سبق دوں۔ ہاں میں آگے نکل گیا وہ پہلے صاحب جو دروازے کو دھکے دیکر اور بالآخر عزیز کا گلہ پکڑ کر انسانیت کا مفہوم اپنے عمل سے بتانا چاہتے تھے۔ اُنھوں نہایت جوش سے ہمارے ٹرنک کو پاؤں کی ٹھوکروں سے پھینکدیا مگر ہم نے ان سے ڈر کر نہیں۔ بلکہ محض اسلیے کہ ہمکو حکم ہے ؎

گالیاں سنکر دعا دو پاکے دکھ آرام دو۔

اُن کو کچھ نہ کہا وہ خود ہی دروازے کو دھکے دیکر عزیز کو گلے سے پکڑ کر ٹرنکوں کو بوٹ کی ٹھوکروں سے پھینک کر نہایت کروفر سے کمرے سے نکل گئے۔

مسٹر لطیف خاں نے ہمکو بتایا کہ یہ صاحب خان فخر الدین خان کے چھوٹے بھائی تھے۔

غالباً یہی نشہ تھا جو اُن کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ انسانیت کا اعلیٰ ڈرامہ دکھادیں۔ ہمکو افسوس ہے کہ اُنھوں نے وہ فعل کیا جو ان کے لیے کسی طرح بھی لائق نہ تھا۔ اور ان کے بھائی اور خاندان کی پوزیشن کے بالکل خلاف تھا۔ چھوٹے بھائی تو جلد بازی کر کے چلتے بنے۔ مگر خان فخر الدین احمد خان کو سر اُٹھانا بھی مشکل ہوگیا۔

مسٹر لطیف نے پھر کہا کہ میں تو چالیس نفل آج رات کو پڑھوں گا۔ نیز پھر عزیز کو قسم دی کہ تو میرا گلا دبالے۔ عزیز نے ہنسکر کہا کہ کوئی بات نہیں۔ میں نے ملٹری میں رہکر اس سے زیادہ تکالیف کے برداشت کی عادت کرلی ہے یہ کوئی بات نہیں

خانصاحب نے بار بار اپنی ندامت کا اظہار کیا۔ اور

معافی مانگی۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کی شان تو ان باتوں سے اعلیٰ ہے۔ آپ کیوں افسوس کرتے ہیں مگر انھوں نے بہت انکساری کی عمدہ اخلاق دکھلائے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ ایسی ہی باتوں میں جالندھر کا اسٹیشن آگیا ندامت ملی ہنسی کے ساتھ ان سب صاحبان نے مصافحہ کیے یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس کی ابتداء ہمارے لیے ناگوار ہوئی اور انتہا فخر الدین احمد خاں جیسے معزز انسان پر ختم ہوئی :-

عزم مصر

میں ۱۸ فروری ۱۹۲۲ء کو قادیان کی مقدس بستی اور ساکنین قدس اور مہاجرین و انصار کی نہایت ہی محبت کرنیوالی جماعت کو مع اپنے پیارے والدین اور بہنوں اور بھائیوں کے اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر ایک عرصہ کے لیے چھوڑ دوں گا حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

قادیان میری نہایت پیاری بستی ہے جسمیں میں نے اپنے گہوارے کے دن۔ پھر بچپن کے دن۔ پھر تعلیم کا زمانہ۔ پھر شباب کا یہ حصہ جسمیں میں ہوں گزارے۔ قادیان کے لوگ ہمیشہ مجھ سے محبت کرتے رہے۔ میں ان سب کا شکر گزار ہوں ٭ قادیان کو میں چھوڑتے ہوئے۔ اپنے دل کے اندر فراق کی تلخی کو محسوس کرتا ہوں اور مجھے یہ فراق تکلیف دیتا ہے۔ مگر میں اسی تکلیف اور ایسی ہی ہزار تکلیف کو خدا کے فضل سے ان شاء اللہ اسی کی رضاء کیلئے برداشت کرنے کو تیار ہوں ٭ قادیان کی در و دیوار سے محبت پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔ اور میں جب تصور کرتا ہوں کہ میں بہت جلد اس زمین کو چھوڑ دوں گا جس کو خدا نے دنیا میں اب یہ مرتبہ دیا ہے کہ وہ

زمین قادیاں اب محترم ہے ٭ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

تو میری بیقراری حد سے بڑھ جاتی ہے۔ میں یہ سب کچھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اور خدا کی رضاء کے لیے برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے اپنے فضل سے مجھے دنیا کے مردار پر گرانی کی بجائے یہ توفیق دی کہ میں اسکے دین کے لیے قدم اٹھاؤں اور پھر مجھ پر فضل کیا کہ مجھے ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں میں سے یہ توفیق دی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ توفیق خلیفۃ المسیح ثانی کی جوتیوں کے طفیل میسر آئی اس ہستی کا انسانوں پر جس قدر احسان ہم رہے گنگنا نہیں۔ جس کی صحبت اور جسکی نظر شفقت کے طفیل یہ سعادت نصیب ہوئی اے اللہ جو دعاؤں کا سننے والا ہے۔ ایک کمزور عاجز گنہگار بندہ کی کمزور آواز کو سن اور اپنے اس خاص بندہ کی عمر میں برکت ڈال اسکے زمانہ میں اسلام کا بول بالا کر۔ اور اسلام کو دنیا میں فتحمند بنا اس کی روح القدس سے مدد فرما۔ اسکے طفیل مجھ عاجز پر بھی اپنا رحم کر میں کمزور ہوں اور بے علم اور خالی ہاتھ ہوں تو مجھ کو اپنی گود میں اپنی شفقت سے اٹھا لے اور میرے مقصد کو خود ہی پورا فرما۔ (آمین) اس موقع پر میری تمام جماعت کے احباب سے دعا ہے جہاں جہاں یہ اخبار پہنچے اور جہاں نہ پہنچے احباب پہنچا کر خدا سے جزائے خیر حاصل کریں اور وہ یہ کہ سب احباب میرے لیے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے مصر کی دنیا کے اندر وہ تبدیلی پیدا فرمائے کہ مصر میں کوئی انسان احمدیت کی نعمت سے محروم نہ رہے۔ وہ خود دلوں کو کھینچ لے اور ایسی ہوائیں چلائے کہ ان کا آئندہ مذہب احمدیت ہو۔ میں کمزور ہوں اور بے علم ہوں پس مجھے وہ آزمائش میں نہ ڈالے اور اپنے فضل سے سب کام کر دے۔ میرے راستے سے سب مشکلات دور ہو جائیں۔ میری کمزور آواز اپنے فضل سے اثر دار کر دے اور اسکو ساری دنیا میں پھیلا دے مجھے وہ کامیابی نصیب ہو جو حضرت عمرو بن العاص کو ہوئی محمد رسول اللہ کے طفیل۔ اپنے محمود کے طفیل۔ مسیح پاک کے طفیل۔ میرے گناہوں پر نظر نہ فرمائے۔ وہ خود سارے کام بنا دے۔ میرے دل میں ریا نہ پیدا ہو میرا پاؤں کفر۔ بدعت۔ ضلالت۔ گمراہی کی طرف نہ اٹھے۔ مجھ سے کوئی حرکت خفیہ یا علانیہ ایسی نہ ہو جس سے دنیا کی قومیں تو ایک طرف کوئی کمزور سے کمزور انسان ٹھوکر کھائے۔ میں اکیلا ہوں وہ میرا ساتھی ہو میں کمزور ہوں وطاقت دے میں کسی مصیبت یا ابتلا سے گھبرا نہ جاؤں بشری کمزوریاں دور ہوں اور گناہ سوز رحمت نازل فرمائے۔ آمین

شیخ محمود احمد مجاہد عازم مصر